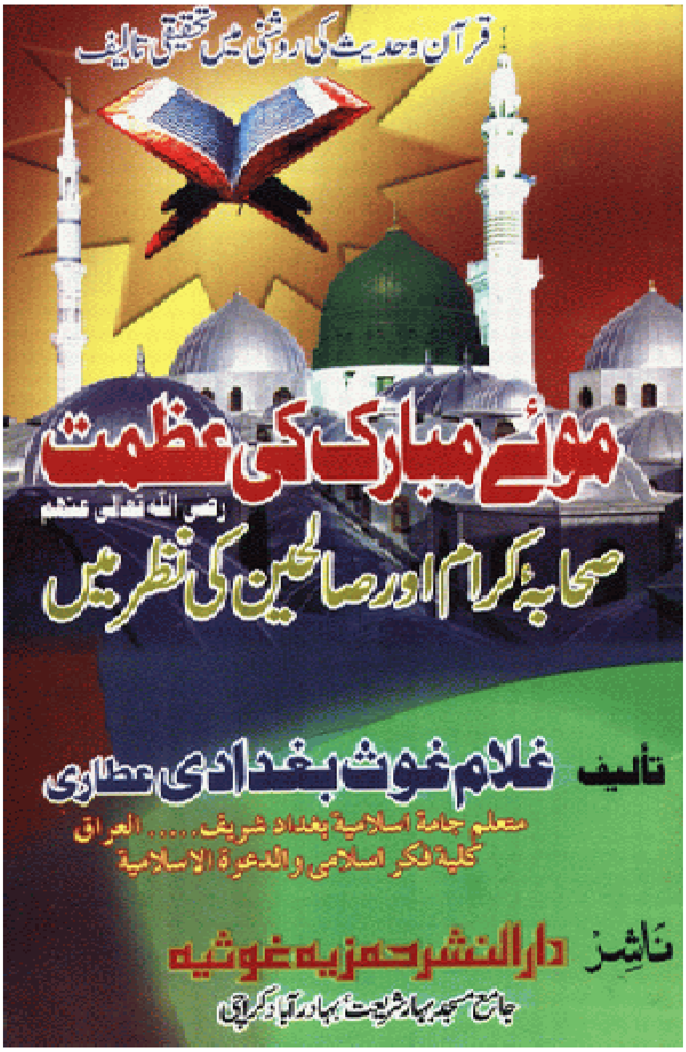

الانتساب

حضور پُر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلیل القدر صحابہ اور صحابیات خصوصاً ''سیف من سیوف اللہ'' ﴿اللہ عزوجل کی تلواروں میں سے ایک تلوار﴾ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اُم المؤنین سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ عنھا کے نام جنہوں نے اپنے حسنِ عمل (تعظیم موئے مبارک شریف﴾ کے ذریعے حق کا تعین آسان سے آسان کر دیا جو کہ موئے مبارک کا ادب کرے وہی حق و سچ کی راہ پر گامزن ہے۔

الاھداء

مدینے کے تاجدار، حبیب پروردگار، شفیعِ روزِ شمار، جنابِ احمدِ مختار (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ادب اور احترام کرنے والے خوش بختوں کے نام جو موئے مبارک شریف کی زیارت کا اہتمام کرتے ہیں اور اُن تمام سعادت مندوں کے نام جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موئے مبارک کی زیارت کرتے ہوئے اپنے

قلوب کو عشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منور کرتے ہیں۔

پہلے اسے پڑھئے!

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے جس نے ہمیں ایمان کی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی۔ پروردگار عزوجل کا ہم جس قدر شکر کریں کم ہے اس نے ہمیشہ کے لئے جہنم سے آزادی کا راستہ ایمان کے ذریعہ عطا فرمایا۔

پیارے اسلامی بھائیوں! ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان کی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ ہم ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ شیطان مختلف ذرائع سے ہمیں ایمان پر ثابت قدمی سے روکتا ہے اور طرح طرح کے وسوسوں کا شکار کر دیتا ہے کبھی تو بدعملی کی طرف مائل کرتا ہے اور جھوٹ، سودی لین دین وغیرہ کے ذریعے دل کو سیاہ کر دیتا ہے تاکہ معاذ اللہ گناہوں کی کثرت ایمان سے دوری کا سبب بن جائے اور کبھی انتہائی خطرناک ترین وار (کہ نہ جانے کون حق پر ہے اور اس چکر میں کون پڑے) اس کے ذریعے لوگوں کو حق سمجھنے سے روکتا ہے۔ تو کبھی تنگ نظری کے جال میں مبتلاء کر دیتا ہے اور ہر نئے اچھے کام کو بدعت کا نام دیکر نیک اعمال سے روکتا ہے۔ الغرض شیطان کسی نہ کسی طرح ہمیں اسلامی اصول وقواعد سمجھنے سے روکتا ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس مختصر تحریر کے ذریعے ہمیں پریشانی سے نجات مل جائے گی اور یہ معلوم کرنے میں دشواری نہ ہوگی کہ حق کا راستہ کون سا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العالمین محبوب کریم (ﷺ)، سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضور سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ، حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ، اور سیدی محمد شاہ دولہا سبزواری رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے سے اس تحریر کو قبول و منظور فرمائے۔ **اٰمین بجاہ النبی الکریم (ﷺ)**

قرآن پاک اور احادیثِ طیبہ کے نور سے ہمیں صحابہ و صالحین کے عقائد و نظریات کو اختیار کرنے اور ان کے دامن سے وابستہ رہنے کا درس ملتا ہے چنانچہ ارشاد باری عزوجل ہے:

واتبع سبیل من اناب الی ﴿سورۃ لقمان آیت ۱۵ پ ۲۱ ع ۱۱﴾

یعنی ''جو میری طرف رجوع لے آئے ان کے راستے کی پیروی کرو''

معلوم ہوا قرآن پاک کا واضح ارشاد صحابہ و صالحین کے نظریات اختیار کرنے کا درس دے رہا ہے۔ مزید یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت کا تذکرہ کچھ اس طرح سے کیا جا رہا ہے کہ

اٰمنو کما اٰمن الناس ﴿سورۃ البقرۃ آیت ۱۳ پ ۱ ع ۲﴾

یعنی ''تم صحابہ کرام کی طرح ایمان لے لاؤ''

جہاں قرآن میں صحابہ کرام کے ایمان کو معیار قرار دیا گیا ہے یعنی ان کی طرح ایمان لاؤ اسی رکوع کی ابتدا میں ایک گروہ کے ایمانی دعویٰ کو رد کیا گیا ہے ارشاد ہے:

ومن الناس من تقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر وماھم بمؤمنین ﴿سورۃ البقرۃ آیت ۸ پ ۱ ع ۲﴾

ترجمہ: اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت کے دین پر ایمان لائے حالانکہ وہ ہرگز مؤمن نہیں۔

اس گروہ کے ایمانی دعویٰ کو اللہ تعالیٰ نے ٹھکرا دیا حالانکہ یہ لوگ بھی حضور (ﷺ) کے نام کا کلمہ پڑھتے اور آپ (ﷺ) کی اقتداء میں نماز پڑھتے اور جہاد میں بھی شامل ہوتے تھے لیکن ان کے قلوب تعظیمِ مصطفیٰ (ﷺ) سے خالی تھے چنانچہ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۶،۶۵، پ ۱۰ کا شانِ نزول تفسیرِ مظہری ج ۴، ص ۲۶۰ پر اس طرح ہے:

عن قتادہ ان ناسا من المنافقین قالو فی غزوۃ تبوک یرجو ا ھذا الرجل ان یفتح قصور الشام وحصولھا ھیھات فاطلع اللہ نبیہ (ﷺ) علیٰ ذلک فاتاھم فقال کذا و کذا

قالو انما کنا نخوض و نلعب فنزلت۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منافقین نے غزوہ تبوک میں کہا یہ شخص (یعنی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)) امید لگائے ہوئے ہیں کہ شام کے محلات اور قلعے فتح کرلیں گے۔ایسا ہونا بہت بعید ہے اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس گفتگو کی اطلاع حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دے دی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ان منافقوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم نے ایسا ایسا کہا تھا وہ کہنے لگے ہم تو دل لگی اور مذاق کررہے تھے اس پر سورہ توبہ کی آیت نمبر ۶۵ اور ۶۶ نازل ہوئی۔

ولئن سالتھم لیقلن انما کنا نخوض و نلعب قل اباللہ و ایٰتہ ورسولہ کنتم تستھزء ون لا تعدتذرو قد کفر تم بعد ایمانکم۔

ترجمہ :اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مسلمان ہوکر۔“

قرآن پاک سے معلوم ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیشگوئی کا تمسخر (مذاق اڑانا) اور علمِ غیب کا مطلقاً انکار اللہ تعالیٰ سے دوری اور ایمانی دعوی کے باطل ہونے کا باعث ہے۔حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت دلوں میں نہ ہو تو محض دعووں کا اعتبار نہیں۔صحابہ علیہم الرضوان کی طرح اگر ایمان ہے تو کامیابی قدم چومے گی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

فان امنو بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدو ﴿سورۃ البقرۃ ۱۳۷ پ ۱ ع ۱۶﴾

ترجمہ: (اے صحابہ!) اگر تمہارے ایمان لانے کی طرح وہ منافقین بھی ایمان لائیں تو ضرور وہدایت پاجائیں گے۔

صحابہ علیہم الرضوان کا معاملہ منافقین سے جدا تھا۔مؤدّب صحابہ علیہم الرضوان حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے غیب کی خبر سنتے تو حق و سچ جانتے تھے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم و توقیر کو انہوں نے حرز جان بنایا ہوا تھا نہ صرف حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عقیدت و محبت میں خود رفتہ تھے بلکہ جس چیز کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نسبت ہوتی اس کی اہمیت اپنی جان سے بڑھ کر ہوا کرتی تھی۔

تعظیم کا نرالا انداز:

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نسطور پہلوان سے ہوا۔دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ

ہوتا رہا حتیٰ کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد اس کے سر پر آ گئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی نسطور کافر موقع پا کر آپ کی پشت پر آ گیا۔ اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ پکار پکار کر اپنے رفقاء سے فرما رہے تھے کہ ''میری ٹوپی مجھے دو! خدا تم پر رحم کرے۔'' ایک شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپکو دی آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا، لوگوں نے اس واقعے کے بعد آپ سے پوچھا کہ دشمن تو پشت پر آ پہنچا تھا اور آپ ٹوپی کی فکر کر رہے تھے حالانکہ ٹوپی اتنی تو قیمتی نہ تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ٹوپی میں حضور سید عالم نور مجسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیشانی مبارک کے بال مبارک ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔

عمر بھر ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ کہیں ان کی برکت سے میں محروم نہ ہو جاؤں اور یہ ٹوپی کسی کافر کے ہاتھ نہ لگ جائے (جو ان کی بے حرمتی کرے)

﴿واقدی شریف ص ٢٠٤٤ عمدة القاری شرح بخاری ص ٣٠٣٧﴾

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم و توقیر فرضِ عین ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے اور آپ کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

انا ارسلنا ك شاهدا ومبشرا ونذيرا لتئومنو با لله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلاً ﴿سورة الفتح آيت ٩، ٨ پ ٢٦ ع ٩﴾

''(اے نبی) بے شک ہم نے آپکو بھیجا شاہد، ومبشر اور نذیر بنا کرتا کہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔''

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

لايؤمن احدكم حتىٰ اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين ﴿بخاری شریف ج ١ ص ٧﴾

''تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے

محبوب نہ ہو جاؤں۔''

پیارے بھائیوں! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قرآن وحدیث کا نور براہ راست نور والے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حاصل کیا ناہیں اس بات کا علم تھا کہ اپنی جان کی حفاظت ضروری ہے لیکن انہوں نے اپنی جان سے بڑھ کر نسبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) (موئے مبارک) کے ادب کا خیال رکھا کیوں کہ انہوں نے اسلام کی روح (تعظیم وادب) کو جسم کے روئے روئے میں بسالیا تھا اسی لئے کامیابی ان کا مقدر تھی۔

مریض بیماری سے شفا پاتے ھیں :

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دیکر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر یا بیمار یلگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موئے مبارک تھا۔

فاخرجت من شعر رسول الله و كانت تمسكه فى جلجل من فضة فخضخضته له

فشرب منه مريض ﴿بخاري ،مشكوة ـص ص ٣٩١﴾

تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس بال مبارک کو نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا۔(جس سے اس کو شفا ہو جاتی)

مبارک زمانه پاکیزه سوچ :

صحابہ وتابعین کی کس قدر پاکیزہ مبارک سوچ تھی کہ مشکلات سے نجات، بیماری سے شفا یابی کے لئے نسبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) (موئے مبارک شریف) سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے درجات بلند فرمائے کہ انہوں نے زلفوں والے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عقیدت ومحبت کس قدر حکمت بھرے انداز سے عاشقانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قلوب میں منتقل فرمادی تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وصیت :

قال بنت البنانى قال لى انس بن مالك هذه شعرة من شعر رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فضعها

تحت لسانی قال فوضعتھا تحت لسانہ فدفن وھی تحت لسانہ۔ ﴿اصابہ ص ۷۱،ج ۱﴾

ترجمہ: ''حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے حسبِ وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور اس حالت میں وہ دفن کئے گئے''

صحابہ و تابعین موئے مبارک شریف سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے ان کے نزدیک دنیا و مافیھا سے بڑھ کر موئے مبارک کو اہمیت حاصل تھی۔

سب سے بڑی نعمت:

حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قلت لعبیدہ عندنا من شعر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اصبنا ہ من قبل انس او من قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا وما فیھا (بخاری،ص ۲۹ ج ۱)

ترجمہ: میں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کچھ اہل مبارک ہیں ہمیں حضرت انس سے ملے ہیں (یہ سن کر) حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں کا ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیھا سے محبوب تر ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ موئے مبارک کا فیض منقطع نہیں ہوا بلکہ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا برکتوں کا نزول بڑھتا چلا گیا۔

امام الاولیاء سیدی داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت ابوالعباس مہدی سیاری مرو کے کھاتے پیتے خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی تھی۔ آپ کو پتہ چلا کہ فلاں کے پاس رحمتِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دو موئے مبارک ہیں۔ آپ نے وہ خرید لئے۔ ان میں موئے مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ولی بنالیا۔ پھر آپ نے یعنی خواجہ مہدی سیاری نے حضرت خواجہ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کی

خدمت میں رہ کروہ مقام پایا کہ اولیائے کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے اور پھر جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ دیے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کا مزار مرو میں مشہور ہے

چنانچہ سرکار گنج بخش قدس سرہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

''وامروز گور او بمرو ظاہر است مردماں بحاجت خواستن آنجا شوند ومہمات از آنجا طلبند ومجرب است'' (کشف المحجوب ،ص ،143)

یعنی :''مہدی سیاری کا مزار مرو میں مشہور ہے ۔لوگ وہاں اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں اور وہاں جا کر اپنی مہمات (حاجتیں) طلب کرتے ہیں ان کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور یہ مجرب ہے''

شاہ ولی اللہ کا مرتبہ اور مقام :

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی ذات کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے ۔آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔سرکار دوعالم (ﷺ) کی محبت اور حضور کی سنتوں پر عمل کو آپ نے اپنا وظیفہ بنالیا تھا۔آپ کی ذات موئے مبارک کی زیارت کرنے والوں اور اس سعادت سے محروم یعنی دونوں ہی طبقوں کے نزدیک معتمد علیہ ہے ۔آپ دینِ اسلام کی خدمت میں اپنے شب وروز صرف کرتے رہے یہاں تک کہ آپ پر کرم نوازیوں کی بارشیں اس انداز مین ہوئی کہ آپ علیہ الرحمۃ خود اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

رایت الا ما مین الحسن و الحسین فی منام و انا یو مئذ بمکۃ کانھما اعطیانی قلما و قالا ھذا قلم جدنا رسول اللہ (ﷺ)﴿حجۃ البالغہ ص ۱۱ مطبوعہ بیروت﴾

ترجمہ : میں نے دونوں امام یعنی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی زیارت خواب میں کی اور اس دن مکہ مکرمہ میں تھا انہوں نے مجھے ایک قلم عطا کیا اور فرمایا یہ ہمارے نانا جان رسول اللہ (ﷺ) کا قلم ہے۔

اس عظیم الشان بشارت سے معلوم ہوا کہ حق کے پرچار کے لئے آپ کو منتخب کرلیا گیا ہے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ ''جب میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرکات تقسیم کئے تو ایک بال مجھے بھی عنایت ہوا۔''

ایمان افروز واقعہ :

انفاس العارفین ص ۳۷ پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم فرماتے ہیں ایک بار مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی، اس دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے شیخ عبد العزیز کو دیکھا وہ تشریف لا رہے ہیں اور فرمایا بیٹا رسول اللہ (ﷺ) تیری عیادت کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور غالباً اس طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے لہذا اپنی چارپائی کو پھیر لو تاکہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں یہ سن کر مجھے افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی بھی طاقت نہیں تھی میں حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو انہوں نے چارپائی کا رخ پھیرا ہی تھا کہ امت کے والی (ﷺ) تشریف لے آئے اور فرمایا کیف حالک یا ابنی ۔ اے میرے بیٹے کیا حال ہے ۔ اس ارشادِ گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آ گیا اور زاری و بے قراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہوئی پھر مجھے آقائے رحمت دو عالم (ﷺ) نے اس طرح گود میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی ۔ اور پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی ۔ زاں بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی اس شوق میں کہ کہیں سید و عالم امت کے والی (ﷺ) کے بال مبارک نصیب ہوں ۔ آج کتنا کرم ہو اگر مجھے میرے آقا (ﷺ) یہ دولت عطا فرمائیں ۔ بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حبیبِ خدا (ﷺ) میرے اس خیال پر مطلع ہوئے اور آپ (ﷺ) نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مجھے عطا فرمائے پھر یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ بال مبارک میرے پاس رہیں گے یا نہیں تو یہ خیال آتے ہی سرکار ابد قرار (ﷺ) نے فرمایا بیٹا یہ دونوں بال مبارک تیرے پاس رہیں گے ۔ زاں بعد حبیب کبریا (ﷺ) نے درازی عمر اور کلی صحت کی بشارت دی تو مجھے اسی وقت آرام ہو گیا میں بیدار ہوا میں نے چراغ منگایا اور دیکھا، تو دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے میں غمگین ہوا اور پھر جناب رسالت مآب (ﷺ) کی طرف متوجہ ہوا پھر دیکھا کہ امت کے والی (ﷺ) جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹا ہوش کر! میں نے دونوں بال مبارک تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیئے ہیں وہاں سے لے لو۔ میں بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے وہ دونوں موئے مبارک لے لئے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لئے ۔

حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ان مبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے ایک یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن ان کے سامنے حضور (ﷺ) کی ذاتِ مقدسہ پر درود شریف پڑھا جاتا تو وہ دونوں بالمبارک علیحدہ علیحدہ ہوکر کھڑے ہوجاتے تھے

دوم یہ کہ:

ایک مرتبہ تین آدمی جو کہ اس معجزے کے منکر تھے وہ آئے اور بحث شروع کردی کہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خواب میں کسی کو بال عطا ہوں ان تینوں نے آزمانا چاہا مگر میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضامند نہ ہوا لیکن جب مناظرہ لمبا ہوگیا تو میرے عزیزوں نے وہ بال مبارک اٹھائے اور دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آکر سایہ کردیا حالانکہ دھوپ سخت تھی بادل کا موسم نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے توبہ کرلی اور وہ مان گیا کہ واقعی حبیبِ خد (ﷺ) کے ہی بال مبارک ہیں مگر دونوں منکروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے دوسری بار پھر وہ بالمبارک دھوپ میں لے گئے فوراً بادل آیا اور سایہ کردیا دوسرا منکر بھی تائب ہوگیا تیسرے نے کہا اب بھی اتفاقی امر ہے۔ تیسری بار پھر دھوپ میں لے گئے تو فوراً بادل آیا اور سایہ کردیا تو تیسرا بھی کرگیا اور مان گیا کہ واقعی یہ بال مبارک رسول اللہ (ﷺ) کے ہی ہیں۔

سوم یہ کہ:

ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لئے آئے ، میں صندوق جس میں وہ موئے مبارک تھے باہر لایا کافی لوگ جمع تھے میں تالا کھولنے کے لئے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا بڑی کوشش کی مگر تالا نہ کھل سکا پھر میں نے اپنے دل کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ ان زائرین میں فلاں شخص جنبی ہے اس پر غسل فرض ہے اسکی شامت کی وجہ سے تالا نہیں کھل رہا میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ اور دوبارہ طہارت کرکے آؤ جب وہ جنبی شخص مجمع سے باہر گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے طہارت کی۔

ان تینوں واقعات نے ثابت کردیا کہ وہ بال مبارک واقعی حبیبِ خدا سید انبیاء (ﷺ) کے ہی بال مبارک تھے۔

ناقابلِ برداشت : پیارے بھائیو! شیطان کے لئے یہ بات ناقابلِ برداشت ہے کہ صحابہ وصالحین

کے طریقے پرلوگ عمل پیرا ہو جائیں اور موئے مبارک شریف کی برکتیں حاصل کرلیں اور ویسے بھی شیطان کی عینِ آرزو وتمنا ہے کہ لوگوں کے قلوب عظمتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خالی ہو جائیں اس بد بخت کا کام ہی راہِ راست سے دور کرنا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

الذی یوسوس فی صدور الناس ط **یعنی** ''جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے''

شیطان بد بخت وسوسہ میں مبتلاء کرنے کی کوشش کرتا ہے۔حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بال مبارک کہاں سے آ گئے؟ کیا کسی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور پرنور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے ہوں یا حضور پرنور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضا موئے مبارک شریف کے فیض کو پھیلانے میں ہے۔مزید یہ کہ نعوذ باللہ بعض اوقات شیطان موئے مبارک کی توہین وبے ادبی پر ابھارنے کی کوشش کرتا ہے اور صریح گستاخی کرتا ہے جس کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے (الامان والحفیظ)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے موئے مبارک تقسیم فرماتے تھے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) (مزدلفہ سے) منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کر کے اپنی جگہ میں تشریف لائے۔

ثم دعا با لحلاق وناول الحاق شقه الایمن فحلقه ثم دعا ابا طلحة الانصاری فاعطا ہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقه فاعطاہ ابا طلحة فقال اقسیمه بین الناس ۔﴿بخاری ومسلم ومشکوۃ ۲۳۲﴾

ترجمہ :''پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حجام اور اپنے سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک مندوائے اور ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے پھر آپ نے اپنے بائیں طرف کے بال منڈوائے اور وہ بھی ابوطلحہ کو عنایت کئے اور فرمایا کہ اب تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کردو''

اس حدیث پاک سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرم نوازی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بات کو پسند فرمایا کہ میرے موئے مبارک کا فیض عام ہو جب ہی حکم فرمایا کہ ''اقسمہ بین الناس'' یعنی: میرے

موئے مبارک لوگوں میں تقسیم کردو۔عطائے مصطفیٰ (ﷺ) کے قربان جائیں کہ موئے مبارک شریف کے ذریعے حق کا تعین آسان ہوگیا وہ اس طرح کہ جو موئے مبارک شریف کی عظمت کا قائل ہوگا وہی صحابہ اور صالحین کا راستہ اختیار کرنے والا ہوگا کیونکہ صحابہ اور صالحین موئے مبارک شریف سے خوب فیضیاب ہوتے تھے اور موئے مبارک کا ادب بجا لاتے تھے اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ جو مسلمان حضور (ﷺ) کے موئے مبارک کی زیارت کرتے ہیں اور ان کی عظمت کے قائل ہیں یقیناً یہی وہ خوش بخت گروہ ہے جو صحابہ اور صالحین کی راہ پر گامزن ہے۔اور جو بدنصیب حضور (ﷺ) کے موئے مبارک شریف کی عظمت کا قائل نہیں اسے لرز جانا چاہئے ۔کیونکہ حدیث پاک میں حضور (ﷺ) کا فرمانِ عبرت نشان ہے۔

من آذیٰ شعرة منى فقد آذاني ومن آذاني فقد آذاالله ﴿جامع صغیر صفحہ ۱۵۸،البرھان صفحہ ۱۰۲﴾

یعنی :جس نے میرے بال مبارک کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی،جس نے مجھے ایذا دی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

سمعت رسول الله (ﷺ) وهو اخذ شعر يقول من اذى شعرة من شعرى فالجنة عليه حرام ﴿جامع صغیر ۴۵،و کنز العمال صفحہ ۲۷۶ ،ج ۲﴾

یعنی :میں نے حضور (ﷺ) سے سنا کہ آپ اپنا ایک موئے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرما رہے تھے جس نے میرے ایک بال کو بھی اذیت پہنچائی تو اس پر جنت حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں موئے مبارک شریف کی بے ادبی سے ہمیشہ محفوظ فرمائے اور موئے مبارک شریف کی فضیلتوں اور عظمتوں والے واقعات کو حق اور سچ جاننے کی سعادت عطا فرمائے۔

چند سال قبل پیش آنے والا سچا واقعہ: راقم الحروف کو ۱۲ ربیع الاول شریف کو کسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوا انہوں نے اپنے گھر سے کسی کو ۲ یا ۳ موئے مبارک عطا کیے۔و اللہ العظیم (خدا کی قسم) جب چند سال گذرے ان موئے مبارک کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔اس مشاہدے میں ناچیز تنہا نہیں بلکہ مختلف مقامات پر مختلف لوگ

حضور پُر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ دیکھ چکے ہیں۔موئے مبارک شریف کی بسا اوقات لمبائی مبارک میں اضافہ ہوتا ہے اور کئی بار نورانی شاخیں علیحدہ سے جلوہ بکھیر رہی ہوتی ہیں یعنی انکی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔اور جہاں موئے مبارک جلوہ فرما ہوتے ہیں اُس مقام پر پورا سال خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ان عظیم الشان معجزات کے باوجود بھی موئے مبارک کی عظمت دلوں میں قائم نہ ہوتو پھر اسے محرومی کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے۔ارشادِ ربانی برحق ہے:

وما توفیقی الا باللہ یعنی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

عاجزانہ درخواست :

اے کاش ایسا ہوجائے کہ جب ہم موئے مبارک شریف کے لئے قطار میں کھڑے ہوں تو سراپا ادب بن جائیں اور اگر ممکن ہوتو قطار میں سب سے آخر میں کھڑے ہوجائیں تا کہ جتنی تاخیر سے ہم زیارت کریں اُتنی سیر موئے مبارک شریف کے حسین تصور میں گم ہوجائیں اور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہیں۔موئے مبارک شریف کی زیارت سے قبل اپنے گناہوں کو یاد کرکے گڑگڑا کر دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اس ضمن میں عاجزانہ درخواست ہے کہ آنکھوں کو حرام دیکھنے سے محفوظ کرنے کا ارادہ کرلیجئے انشاء اللہ عزوجل اس ارادہ کی خوب برکتیں ظاہر ہوں گی۔

اور کوئی بعید نہیں کہ ادبِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صدقے نزع کے وقت حضور پُر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار نصیب ہوجائے۔